شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ

ترجمہ: مولانا سیف الرحمن الفلاح
بی اے

مشاہد مقابر اور آثار کی پہچان دین کا حصہ نہیں

ان کے متعلق اصل بات یہ ہے کہ عام قبروں، مزاروں اور مشاہدوں میں اختلاف ہے، چند ایک کے سوا کسی کا صحیح علم نہیں۔ وہ بھی سخت بحث و تمحیص کے بعد۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو پہچاننا اور ان کے پاس مسجدیں تعمیر کرنا شریعت میں اسلام کا کوئی حصہ نہیں۔ اور نہ قرآن پاک کا حکم ہے کہ ان کو پہچانا جائے اور ان کی حفاظت کی جائے۔ حالانکہ قرآن پاک وہ کتاب ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ رب العزت نے لیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر ع)

قرآن کریم کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

بلکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امور سے منع فرمایا ہے جو بدعتی لوگ وہاں کرتے ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت جندبؓ بن عبداللہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے پانچ روز پیشتر یہ بات سنی کہ آپؐ فرمایا:

ان من کان قبلکم کانوا یتخذون القبور مساجد۔ الا فلا تتخذوا القبور مساجد فانی انہاکم عن ذلک[1]

تم سے پہلے لوگ (یہود و نصاریٰ) قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا کرتے تھے۔ خبر: تم قبروں کو مسجدیں مت بنانا۔ میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں)

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم مشکوٰۃ جلد اول ص ۶۹

لعن اللّٰہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد[1]

یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو ان لوگوں نے انبیاء کی قبروں پر مسجدیں بنا دیں۔

ائمۂ اسلام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قبروں پر گنبد وغیرہ بنانا جائز نہیں اور نہ ان کے پاس مسجد بنانا جائز ہے اور نہ وہاں پر نماز پڑھنا مشروع ہے۔ نیز وہاں پر عبادت کرنے کی غرض سے جانا منع ہے جیسے کوئی شخص وہاں پر نماز پڑھنے یا اعتکاف کرنے یا امداد طلب کرنے کے لیے جائے تو نا جائز ہوگا۔ علماء نے ایسے مقامات پر نماز پڑھنے کو مکروہ گردانا ہے بلکہ اکثر اہلِ علم وہاں پر نماز پڑھنے کو باطل تصور کرتے ہیں۔ کیونکہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

سنت تو یہ ہے کہ جو شخص کسی مسلمان میت کی قبر کی زیارت کرے یا کسی نبی یا کسی نیک آدمی کی قبر پر جائے تو وہاں سلام کہے اور اہلِ قبور کے لیے دعا کرے۔ یہ دعا نمازِ جنازہ کے قائم مقام ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ایک ہی آیت میں جمع کیا ہے۔

جیسا کہ چند منافقوں کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ (التوبۃ ۱۱)

اگر منافقوں میں سے کوئی مر جائے تو ان کی نمازِ جنازہ مت پڑھو اور ان کی قبر پر (برائے دعا کرنے کے لیے) مت کھڑے ہو۔

چونکہ منافقوں کی نمازِ جنازہ پڑھنے اور ان کی قبر پر دعا کرنے سے منع کیا گیا ہے اس لیے مومنوں کے لیے نمازِ جنازہ پڑھنے اور ان کی قبر پر دعا کرنے کیلئے کھڑا ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

چنانچہ سنن میں یہ حدیث مذکور ہے کہ جب آپ کا کوئی صحابی وفات پا جاتا اور دفن کیا جاتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا فرماتے اور صحابہ کرام سے فرماتے۔ اس میت کے لیے ثابت قدم رہنے کے لیے اللہ کی بارگاہ میں سوال کرو کیونکہ ابھی ابھی اس سے سوال پوچھے جائیں گے[2]

ایک صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو تعلیم

---

[1] نسائی جلد اول ص ۲۳۳ [2] جامع الاصول جلد ۱۱ ص ۴۳۶ بحوالہ ابوداؤد

دیتے اور فرماتے جب قبروں کی زیارت کرو تو یوں دعا کیا کرو۔

السلام علیکم اھل دار قوم مومنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون ویرحم اللہ المستقدمین منا ومنکم والمستاخرین۔ نسأل اللہ لنا ولکم العافیۃ[1]۔ اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ[2]۔

اے مومن قوم گھروالو! تم پر سلام ہو۔ ہم بھی اگر اللہ نے چاہا تو تمھارے پاس پہنچنے والے ہیں۔ ہم اور تم میں جو آگے جا چکے ہیں (فوت ہو چکے ہیں) اور جو پیچھے رہ گئے ہیں (ابھی زندہ ہیں) سبھی پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ ہم اپنے اور تمھارے لیے اللہ سے خیر و عافیت کی دعا کرتے ہیں۔ الٰہی! اس (میت کے فوت ہو جانے کے بعد) ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں کسی فتنہ اور آزمائش میں مبتلا نہ فرما۔

اسلام میں مسجدوں کی تعظیم کرنے کا حکم ہے نہ کہ مزاروں کی تعظیم کرنے کا۔

اللہ کا دین یہ ہے کہ اللہ کے گھروں یعنی مساجد کی تعظیم کی جائے۔ اللہ کے گھر مسجدیں ہیں جن میں نماز باجماعت اور بغیر جماعت کے ادا کی جاتی ہے۔ ان میں اعتکاف کیا جاتا ہے۔ قلبی اور بدنی عبادات کی جاتی ہیں۔ جیسے قرأت قرآن پاک، ذکر الٰہی اور دعا وغیرہ۔ یہ سبھی امور اللہ کے لیے کیے جاتے ہیں۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (الجن ع)

مسجدیں صرف اللہ کی عبادت کے لیے ہیں۔ تم ان میں اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔

نیز فرمایا:

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف ع)

آپ کہہ دیجیے۔ میرے پروردگار نے تو مجھے انصاف کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ نیز یہ حکم فرمایا ہے کہ ہر مسجد میں نماز کے وقت اپنے منہ سیدھے (قبلہ کی طرف) کرو۔

ایک مقام پر فرمایا۔

---

[1] جامع الاصول جلد ۱۱ ص ۱۶۲ [2] مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۴۶

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ ۔ (التوبۃ ع)

اللہ کی مساجد صرف وہ لوگ تعمیر یا آباد کرتے ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور جن کا یوم آخرت پر یقین ہو۔ نماز قائم کرتے ہوں، زکوٰۃ دیتے ہوں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں بہت ممکن ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ ہوں ۔

ایک جگہ فرمایا:

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۔ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ ۔ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ لِیَجْزِیَھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۔ (النور ع)

وہ گھر جن میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کو بلند کیا جائے (ان کی تعظیم کی جائے) اور ان میں اس کا ذکر کیا جائے۔ ان میں اللہ کے وہ بندے صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ جن کو تجارت اور بیع و شرا اللہ کی یاد، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے روک نہیں سکتی۔ وہ اس روز سے ڈرتے ہیں جس روز (خوف و دہشت کے مارے) دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گے۔ یہ لوگ اللہ کی تسبیح اس لیے کرتے ہیں تاکہ ان کو ان کے اعمال کا اچھا بدلہ دے اور اپنے فضل سے مزید عنایت کرے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عنایت کرتا ہے ۔

تو یہ ان مسلمانوں کا دین ہے جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہیں۔

قبروں کو بت بنانا مشرکوں کا دین ہے۔ اس دین۔ سے سید المرسلین نے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمائے ۔ والحمد للہ رب العلمین۔

مکہ مکرمہ کو مدینہ منورہ پر فضیلت ہے

سوال: کیا مکہ معظمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے یا مدینہ منورہ کو مکہ مکرمہ پر فضیلت ہے؟

جواب: الحمد للہ - مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عدی بن حمراء سے مروی ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ جب حزورہ مقام پر کھڑے ہوئے تو آپ نے مکہ مکرمہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

واللہ انك لخیر ارض واحب ارض الی اللہ ولولا انی اخرجت منك ما خرجت [1]

بخدا! تو اللہ کی زمین میں سب سے بہتر ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔
اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں یہاں سے کبھی نہ جاتا۔
امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔
ایک اور روایت میں یوں ذکر ہے:

انك لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ الی اللہ۔

تو اللہ کی سب سے بہترین زمین ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔

تو ان احادیث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مکہ مکرمہ اللہ کی زمین میں سے سب سے بہتر ہے اور اللہ اور اس کے رسول کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ یہ اس کی فضیلت میں واضح اور صریح احادیث ہیں۔
اس کے برعکس وہ حدیث جو مدینہ منورہ کی افضلیت کے سلسلے میں بیان کی جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اخرجتنی من احب البقاع الی فاسکنی احب البقاع الیك۔

الٰہی! تو نے مجھے ایسے علاقہ (مکہ مکرمہ) سے نکالا جو مجھے تمام زمین سے زیادہ محبوب تھا۔ اب جو زمین کا ٹکڑا تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اس میں مجھے ٹھہرا۔
یہ حدیث موضوع ہے۔ یہ کسی اہل علم نے بیان نہیں کی۔ واللہ اعلم۔

---

[1] جامع الاصول جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۵

زیارتِ قبور کا اذن عورتوں پر منطبق نہیں ہے

سوال : شیخ الاسلام سے سوال کیا گیا کہ کیا حدیث لعن اللہ زوارات القبور والمتخذین علیھا المساجد والسرج منسوخ ہے ؟ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے کچھ عرصہ بعد ارشاد فرمایا تھا ۔ کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تزھد فی الدنیا و تذکر الاخرۃ ۔

میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا ۔ اب ان کی زیارت کر لیا کرو کیونکہ ان کی زیارت کرنے سے آخرت یاد آتی ہے ۔ اور دنیا سے بے رغبتی کی تلقین کرتی ہیں ۔

کیا پہلی حدیث صحیح ہے یا نہیں ؟ کیا عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت حرام ہے یا مکروہ یا مستحب ہے ؟ اگر مکروہ ہے تو مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی ؟

جواب :۔ الحمد للہ رب العالمین اس کے متعلق علماء کے تین مشہور اقوال ہیں اور یہ تینوں اقوال شافعیؒ ، احمدؒ وغیرہ کے مذہب کے مطابق ہیں ۔ امام احمدؒ سے اس کے متعلق تین روایات مذکور ہیں یہ نزاع اس نزاع کی مانند ہے جو عورتوں کا جنازہ کو وداع کرنے سے متعلق ہے ۔ اگرچہ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو زیارتِ قبور کی اجازت دیتے ہیں ۔ لیکن جنازہ کی تشییع اور رخصت کرنے کو منع تصور کرتے ہیں ۔ چنانچہ امام احمدؒ کے شاگردوں میں سے بعض علماء نے اس کے مطابق فتویٰ دیا ہے ۔

کچھ علماء کا یہ خیال ہے کہ عورتوں کو زیارت کی اجازت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے مردوں کو اجازت فرمائی ویسے عورتوں کو اجازت فرمائی ۔ کیونکہ آپ کا یہ فرمان ہے

فزوروھا فانھا تذکرکم الاخرۃ

اب قبروں کی زیارت کر لیا کرو کیوں کہ ان کی زیارت سے آخرت یاد آتی ہے ۔

اس اجازت میں مرد عورت سبھی برابر ہیں ۔ لیکن اس معاملہ میں صحیح بات یہ ہے کہ زیارت قبور کا اذن عورتوں پر منطبق نہیں ہوتا اور نہ وہ اس میں شامل ہیں ۔ اس کی چند وجوہات ہیں ۔

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان فزوروھا تذکیر کا صیغہ ہے جو فی الحقیقت صرف مردوں پر مشتمل ہے ۔ لیکن بعض اوقات تغلیباً عورتوں کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے ۔ لیکن اس میں دو قول ہیں ۔ بعض کہتے ہیں کہ اس صورت میں دلیل کا محتاج ہوگا ۔ جو اسے مردوں سے منفصل کرے تو ایسے موقعہ پر عورتوں پر بھی اس کا اطلاق ہوگا ۔ بشرطیکہ ان کی دلیل ہو ۔ بعض علماء انفعال کی

دلیل وغیرہ کی شرط نہیں لگاتے بلکہ مطلقاً عورتوں کو ہر امر میں شامل کرتے ہیں۔

اس صورت میں عورتوں کی شمولیت بطریق عموم ضعیف ہوگی کیونکہ حکمِ عام خاص دلیل کے معارض نہیں ہوتا۔ اور عورتوں کی نہی خاص ہے جیسے ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ چنانچہ جمہور علماء اسے منسوخ نہیں گردانتے خواہ خاص کا عام پر تقدم ہو جائے۔

۲۔ اگر عورتیں "فزوروھا" کے خطاب میں شامل ہوتیں تو ان کے لئے قبروں کی زیارت مستحب ہوتی۔ جیسے مردوں کے لئے مستحب ہے۔ چنانچہ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی علت اور سبب بیان کیا ہے جو استحباب کا متقاضی ہے وہ ہے آپ کا فرمان "یہ کہ تم کو آخرت یاد دلاتی ہیں"۔ بنا بریں مشرکوں کی قبروں کی زیارت بھی جائز ہے کیونکہ ان کی قبروں کو دیکھ کر بھی آخرت یاد آتی ہے۔ جیسے صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو آپ نے فرمایا میں نے اپنی والدہ کیلئے استغفار کی دعا کرنے کی اجازت طلب کی تو اللہ رب العزت نے اجازت نہیں دی پھر میں نے قبر کی زیارت کی اجازت طلب کی تو مجھے اجازت مل گئی۔ پھر فرمایا "تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں[1]

اب رہا یہ معاملہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بقیع کی زیارت کرنا۔ تو اس میں ان کے لئے آپ نے بخشش کی دعا فرمائی ہے جیسے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تعلیم دی کہ جب قبروں کی زیارت کریں تو ان کو سلام کہیں اور ان کے لئے دعا کریں۔

اگر قبروں کی زیارت کی اجازت میں عورتیں بھی شامل ہوتیں تو ان کے لئے زیارت کرنا مستحب ہوتا جیسے مردوں کے لئے مستحب ہے کیونکہ اس میں مومنوں کے لئے دعا ہوتی ہے اور موت بھی یاد آتی ہے۔ مگر ہماری دانست کے مطابق کسی اہل علم نے عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت کو مستحب قرار نہیں دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں عورتیں قبروں کی زیارت کیلئے مردوں کی طرح باہر نہیں جاتی تھیں۔

جن لوگوں نے زیارت قبور کی اجازت دی ہے تو انھوں نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے۔ جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ وہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر کی زیارت کرنے کے لئے آئیں۔ حضرت عبدالرحمٰن کی وفات کے وقت حضرت عائشہؓ گھر پر موجود نہیں تھیں۔ چنانچہ وہ کہتی ہیں کہ اگر میں گھر

---

[1] ابن ماجہ ص۱۱۴ جامع الاصول، جلد ۱۱، ص۱۴۹

پر ہوتی تو تیری (اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی) قبر کی زیارت کے لئے ہرگز نہ آتی۔

یہ روایت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ عورتوں کے لئے زیارتِ قبور مستحب نہیں۔ جیسے مردوں کے لئے مستحب ہے۔ کیونکہ ایسی بات ہوتی تو حضرت عائشہؓ کے لئے اپنے بھائی کی زیارت مستحب ہوتی جیسے مردوں کے لئے اس کی زیارت مستحب ہے خواہ وہ گھر میں ہوتیں یا نہیں۔

نیز قبروں کی زیارت کرنے سے زیادہ نمازِ جنازہ کی تاکید ہے۔ اس کے باوجود صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو جنازہ کے پیچھے آنے سے منع فرمایا اور اس صورت میں ان کا نمازِ جنازہ میت پر پڑھنا فوت ہو جاتا ہے۔ جب میت کے پیچھے چلنے کی ممانعت ہے اور مستحب نہیں حالانکہ اس میں نمازِ جنازہ ہوتی ہے۔ جس کا ثواب بے پایاں ہے۔ تو عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کو کیونکر مستحب قرار دیا جا سکتا ہے۔

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "فزوروا القبور" کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ خطاب عام ہے مگر یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

من صلی علی جنازۃ فلہ قیراط ومن تبعھا حتی تدفن فلہ قیراطان[1]

جو شخص کسی میت کی نمازِ جنازہ پڑھتا ہے تو اسے ایک قیراط کے برابر ثواب ملے گا اور جو شخص جنازہ کے ساتھ جاتا ہے اور دفن کرنے تک وہاں رہتا ہے تو اس کے لئے دو قیراط کے برابر ثواب ملتا ہے۔

یہ صیغۂ تذکیر پر بہت زیادہ دلالت کرنے والا ہے کیونکہ لفظ "من" مردوں اور عورتوں دونوں کو بالاتفاق شامل کرتا ہے۔ اگرچہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس کے مخالف ہیں اور ان کی مخالفت ان کی کم فہمی پر مبنی ہے۔ لفظ "من" عموم کا بہت بلیغ صیغہ ہے۔ پھر احادیث صحیحہ پر غور و خوض کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اس عموم میں شامل نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنازہ کے پیچھے آنے سے منع فرمایا خواہ اس نہی کو نہی تنزیہی کہیں یا نہی تحریمی پر محمول کریں جس طرح عورتیں اس عموم میں شامل نہیں۔ اسی طرح اس میں بالاولیٰ شامل نہیں کیونکہ وہ دونوں امور ایک ہی جنس کے ہیں یعنی جنازے کو وداع کرنا اور قبروں کی زیارت کرنا دونوں افعال ایک ہی قبیل کے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ (التوبہ ع ۱۱)

---

[1] نسائی جلد اول ص۲۲۲، اس مفہوم کی حدیث ہے الفاظ میں تفاوت ہے۔

اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر منافقوں میں سے کوئی مر جائے تو ان کی نمازِ جنازہ
مت پڑھیں اور ان کی قبر پر دعا کے لئے مت کھڑے ہوں۔

اس آیت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقوں پر نمازِ جنازہ پڑھنے اور ان کی قبروں پر دعا کے لئے کھڑے ہونے سے روکا گیا۔

خطاب کی یہ دلیل اور علت کا موجب اس امر کے متقاضی ہیں کہ مومنوں پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔ اور ان کی قبروں پر کھڑے ہو کر دعا کی جائے جیسے اکثر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر کے متعلق کہا ہے کہ قیام سے مراد ان کے لئے دعا کرنا اور بخشش مانگنا ہے۔ مومنوں کی قبروں کی زیارت کی غرض و غایت یہی ہوتی ہے کہ ان کے لئے دعا اور استغفار کیا جائے۔ جب عورتیں اتباعِ جنائز کے عموم میں داخل نہیں باوجودیکہ اس میں میت پر نماز پڑھی جاتی ہے تو قبروں کی زیارت میں جن کی غرض و غایت نماز نہیں ہوتی ان کی شمولیت بالاولی ثابت ہوتی ہے۔ بخلاف اس کے جب عورتوں کے لئے اتباعِ جنازہ کے بغیر میت پر نماز پڑھنا ممکن ہو جیسے کوئی گھر میں ان پر نمازِ جنازہ پڑھے کیونکہ یہ نماز اس کے لئے گھر میں دعا کرنے اور استغفار پڑھنے کے قائم مقام ہوگی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ زیارتِ قبور کی بہ نسبت جنازہ کی اتباع میں خرابی زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ مصیبت ابھی تازہ ہوتی ہے اور اس کے واویلا کرنے سے میت کو تکلیف اور عذاب ہوتا ہے۔ اور ان کی آواز اور اجسام مردوں کیلئے فتنہ و فساد کے موجب بنتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جنازہ کی اتباع میں زیارت کی مصلحت سے زیادہ مصلحت ہے کیونکہ اس میں اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے جو مجرد دعا سے بہت اہم ہے اس کی اتباع کی غرض و غایت میت کو اٹھانا، دفن کرنا اور اس پر نماز پڑھنا ہے جو فرض کفایہ ہے۔ اس کے برعکس زیارت کی کوئی شے فرض کفایہ نہیں۔ اس فرض میں مرد اور عورتیں سب شریک ہوتے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی آدمی فوت ہو جائے اور وہاں پر عورتوں کے سوا کوئی نہ ہو تو اس کا جنازہ اٹھانا اسے دفن کرنا اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھنا ان پر فرض ہوگا عورتوں کا مردوں کو غسل دینے میں نزاع ہے۔ اسی طرح جب پانی کی عدم موجودگی سے میت کو غسل دینا مشکل ہو جائے تو اس میں بھی نزاع ہے۔ کیا اسے تیمم کرانا جائز ہے یا نہیں؟ یہ نزاع مشہور ہے امام احمدؒ وغیرہ کے مذہب کے مطابق اس میں دو اقوال ہیں۔ جب عورتیں

مردوں کے ہوتے ہوئے فرض کفایہ جیسے فعل سے منع کی گئی ہیں۔ حالانکہ اس میں بہت زیادہ مصلحت ہے۔ تو جو کسی پر فرض نہیں اس میں بالاولیٰ ان کی ممانعت ہوگی۔

قائل کی یہ بات کہ میت کو رخصت اور وداع کرنے کی خرابی اور فساد بہت زیادہ ہے یہ غلط بات ہے۔ ہاں البتہ اگر عورتوں کو زیارت قبور کی اجازت دی جائے تو اس میں دوبارہ خرابی اور فساد کا خطرہ ہے۔ اس صورت میں فساد اور خرابی کا مزید اضافہ ہوتا ہے۔ جزع فزع نئے سرے سے کرنے لگتی ہیں جو میت کی ایذا کا موجب بنتی ہیں۔ نیز اس میں یہ بھی ممکن ہے کہ مرد عورتوں کو دیکھ کر شہوات کا شکار ہو جائیں اور مزید فتنے میں مبتلا ہو جائیں جیسا کہ اکثر شہروں میں ہوتا رہتا ہے کہ عورتیں قبروں کی زیارت کے لئے جاتی ہیں۔ اور راستہ میں غیر محرموں کے میل ملاپ سے فتنہ، فواحش اور فساد کا موجب بنتی ہیں۔ اس کے برعکس جنازہ کی اتباع میں ایسا کچھ نہیں ہوتا۔

یہ تمام باتیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا جنازہ کی اتباع سے بھی زیادہ برا کام ہے۔ جب جنازہ کی اتباع نہی تنزیہی ہو تو یہ نہی زیارت کو نہی تحریمی ہونے سے مانع نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات عورت کے زیادہ جزع فزع کے باعث اسے اتباع جنازہ سے روکنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جیسے فرط جزع فزع کے باعث ان کو تسکین دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ جب قوت مقتضی کی وجہ سے اس میں تخفیف ہو جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس میں قوت مقتضی نہ ہو اس میں تخفیف ہو جائے۔ کیوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے امر کو معاف کر دیا ہے کہ جس کا ترک کرنا بہت مشقت سے ہوتا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ایسے امر کو معاف کرے جس کا کرنا بغیر مشقت کے ممکن ہو۔

۴۔ ان کو یہ بتایا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طریقوں سے مذکور ہے کہ آپ نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمائی۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن زوارات القبور[1]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمائی۔

---

[1] ترمذی جلد اول ص۱۲۵، ابن ماجہ ص۱۱۴

امام احمد، ابن ماجہ اور ترمذی نے اُسے نکالا ہے۔ ترمذی نے اُسے صحیح قرار دیا ہے۔
دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعن زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج [1]

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر قبروں پر مسجدیں بنانے والوں پر اور ان پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے اسے روایت کیا ہے، ترمذی نے اُسے حسن کہا ہے۔ اور اس کی تصحیح کے نسخے میں ہے۔ اُسے ابن ماجہ نے زیارت کے باب میں ذکر کیا ہے۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ پہلی حدیث جو حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔ اُسے عمر بن سلمہ نے روایت کیا ہے اس کے متعلق علی بن مدینی کہتے ہیں کہ شعبہ نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا۔ اور کہا ہے کہ اس کی روایت قابلِ قبول نہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ وہ کثیر الحدیث ہے۔ لیکن اس کی حدیث قابلِ حجت نہیں۔ سعدی اور نسائی کہتے ہیں کہ اس کی حدیث قوی نہیں۔

دوسری حدیث کا راوی ابو صالح باذام ہے۔ یہ امّ ہانی کا غلام تھا۔ علمائے محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام احمد بیان کرتے ہیں کہ ابنِ مہدی نے ابو صالح کی روایت کو ترک کر دیا تھا۔ ابو حاتم اس کی حدیث کو قلم بند کر لیتا تھا تاہم اس کی حدیث کو حجت نہیں تسلیم کرتا تھا۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ عوام الناس اس کی تفسیر کو نہیں بیان کرتے اور مسند احمد میں اس کا ذکر بہت قلیل ہے اور متقدمین میں سے میں کسی کو نہیں جانتا جو اس پر راضی ہو۔ اس کے کئی جواب دیئے جا سکتے ہیں۔

جواب نمبر ۱: مذکورہ دونوں راویوں کو علماء کی ایک جماعت نے عادل تصور کیا ہے۔ جیسے کچھ لوگوں نے جرح کی ہے چنانچہ عمر کے متعلق احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا ہے کہ اس کی روایت بیان کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی طرح یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ اس کی روایت لینے اور قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ طہارت و پاکیزگی کے سلسلے میں ابن معین اور

[1] نسائی جلد اول ص ۱۳۳، ترمذی جلد اول ص ۱۳۶

ابو حاتم کا نام سرفہرست ہے۔ یہ توثیق کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت تھے۔
معترض کا یہ کہنا کہ شعبہ نے اسے ترک کر دیا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس سے روایت نہیں کیا جیسے امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ شعبہ نے عمر بن سلمہ سے کچھ نہیں سنا چنانچہ شعبہ، یحییٰ بن سعید، عبدالرحمن بن مہدی اور مالک اور کچھ اور محدثین کسی معمولی شبہ کی بنا پر کسی راوی کی حدیث کو ترک کر دیتے تھے۔ حالانکہ ان کی روایت قابلِ قبول ہوتی تھی۔ تو جب یہ کسی شخص سے روایت کریں تو اس کی تعدیل کے لئے کافی ہے لیکن اگر کسی روایت کو کسی شبہ کی بنا پر ترک کر دیں تو اس سے راوی کی عدالت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور روایت مجروح نہیں ہوتی۔ یہ بات کئی راویوں کے متعلق مشہور ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی صحیح میں اس سے حدیث بیان کی ہے۔

اسی طرح اس شخص کی بات کا حال ہے جو یہ کہتا ہے کہ وہ حدیث کے معاملے میں قوی نہیں یہ نرم عبارت ہے۔ یہ اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ بسا اوقات اس کے حافظہ میں خرابی پیدا ہو جاتی تھی۔ اس جیسی دیگر عبارت اس بات کا تقاضا نہیں کرتیں کہ وہ عمداً جھوٹ بولتا تھا یا بیان کرنے میں مبالغہ سے کام لیتا تھا۔

اب ابو صالح کے متعلق سنئے یحییٰ ابن سعید قطان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا جس نے ابو صالح مولیٰ ام ہانی کی روایت کو ترک کیا ہو۔ نیز میں نے کسی کو نہیں سنا کہ اس کے متعلق کچھ عیب جوئی کرتا ہو۔ شعبہ اور زائدہ نے اس کی روایت کو ترک نہیں کیا۔ تو اس سے شعبہ کی روایت کی تعدیل ہوتی ہے۔ جیسے شعبہ کی عام عادت مشہور ہے۔
ابنِ مہدی کا ترک کرنا اس کے معارض نہیں۔ کیونکہ یحییٰ بن سعید علل اور رجال کے علم میں ابن مہدی اور اس جیسے دیگر لوگوں سے زیادہ واقفیت رکھتے تھے۔ تمام محدثین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ شعبہ اور یحییٰ بن سعید علم اسمائے رجال میں ابن مہدی اور ان جیسے دیگر اشخاص سے زیادہ علم رکھتے تھے۔
ابو حاتم کا یہ کہنا کہ اس کی حدیث لکھی جائے لیکن اس سے حجت نہ پکڑی جائے۔ تو ابو حاتم کا یہ حال ہے کہ صحیحین کے متعدد رجال کے متعلق ایسے کہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تعدیل کے معاملہ میں اس کی شرائط دیگر محدثین سے زیادہ سخت ہیں۔ اس کی اصطلاح میں جو حجت ہے وہ جمہور اہل علم کے نزدیک حجت نہیں۔

یہ اس آدمی کی بات کی طرح ہے جو کہتا ہے کہ مجھے کوئی علم نہیں آیا۔ انھوں نے اسے

پسند کیا یا نہیں۔ یہ بات اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ ان کے نزدیک طبقہ عالیہ میں سے نہیں تھا۔ اس لئے بخاری اور مسلم نے اس حدیث کو اور اس جیسے دیگر لوگوں کی حدیث کو نہیں لیا۔ لیکن صرف عدم تخریج کسی شخص کی حدیث کو رد کرنے کی موجب نہیں بنتی۔ جب ایسا معاملہ ہو تو کہا جائے گا کہ جرح اور تعدیل کرنے والے ائمہ اس وقت تک جرح کو قبول نہیں کرتے جب تک وضاحت سے جرح نہ کی جائے ایسی صورت میں جرح مطلق پر تعدیل مقدم ہوگی۔

دوسرا جواب:۔ ان جیسے لوگوں کی حدیث درجۂ حسن میں داخل ہے جمہور علماء اس سے حجت پکڑتے ہیں۔ کیونکہ کچھ محدثین اسے صحیح کہنے والے بھی ہیں۔ جیسے امام ترمذی وغیرہ اور مذکورہ بالا جرح کے سوا کسی نے جرح نہیں کی۔ اس لئے اسے کم از کم حسن کا درجہ دیا جائے گا۔

جواب نمبر ۳:۔ دو مختلف طریقوں سے حدیث بیان کی گئی ہے۔ ایک روایت کے راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں اور دوسری روایت حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے ایک روایت کی سند کے راوی اور ہیں اور دوسری روایت کے اور ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے حدیث ایک دوسرے سے نہیں سنی اور دونوں سندوں میں ایسا کوئی راوی نہیں جو متہم بالکذب ہو۔ کیونکہ تضعیف سوء حفظ کی وجہ سے کی جاتی ہے تو اس جیسی روایت بلاشبہ حجت ہوتی ہے۔ امام ترمذیؒ کی شرائط کے مطابق یہ سب سے اعلیٰ درجے کی حسن ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک حسن وہ ہے جو مختلف طرق سے مذکور ہو اس کی سند میں کوئی راوی متہم نہ ہو۔ مزید برآں کوئی ثقہ راوی اس کی مخالفت نہ کرے یہ حدیث متعدد طرق سے مذکور ہے اس میں کوئی راوی متہم نہیں اور نہ کسی راوی کی ثقہ راویوں نے مخالفت کی ہے۔ حدیث کے معاملہ میں دو باتوں کے متعلق سخت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ (۱) راوی عمداً جھوٹ نہ بولتا ہو (۲) راوی غلطیاں نہ کرتا ہو۔ جب حدیث دو طریقوں میں سے کسی ایک سے بیان کی جائے تو ایک دوسرے کی حدیث کو قبول نہیں کرے گا۔ اور کذب کے معاملہ میں دونوں کا متفق ہونا مشکل ہے۔ خصوصاً جبکہ راوی کاذب نہ ہوں۔

اگر راوی خطا کرنے والے ہوں تو خواہ کافی ہوں پھر بھی حدیث پر ضعف کا حکم نافذ ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس جب کوئی شخص حدیث بیان کرتا تو ایسے آدمی کو تلاش کرتے جو اس حدیث کو جانتا ہو کیونکہ ڈرتے تھے کہ کہیں حدیث میں غلطی واقع نہ ہو جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کی گواہی کا سبب یہ بیان کیا۔ اگر

ان دونوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد کرا دے" یہ اس وقت ہے جبکہ دو اشخاص ایک سے بیان کریں۔ اور یہ ایک شخص ایک سے روایت کرتا ہے اور دوسرا کسی اور سے روایت کرتا ہے۔ اور ان کے الفاظ میں ایک میں کچھ کمی ہے اور دوسرے میں زیادتی ہے۔ یہ تمام باتیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ حدیث ہذا محدثین میں مشہور ہے۔

اگر کوئی کہے کہ ہم مانتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے مگر منسوخ ہو چکی ہے۔ کیونکہ پہلی حدیث اس کو منسوخ کرتی ہے اور اثرم کی روایت اس پر دلالت کرتی ہے اور احمدؒ نے بھی اس سے حجت پکڑی ہے۔ اور ابراہیم بن حارثؒ نے عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت عائشہؓ قبرستان سے واپس تشریف لا رہی تھیں۔ میں نے ادبا عرض کیا۔ اے ام المومنین! کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت سے منع نہیں فرمایا؟ انھوں نے جواب دیا ہاں آپؐ نے قبروں کی زیارت سے روکا تھا۔ پھر زیارت کا حکم فرمایا۔

اس کے کئی جواب دیئے جا سکتے ہیں۔

جواب نمبر ۱: پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ یہ اذن عورتوں کے لئے نہیں۔ بدیں وجہ وہ ناسخ کے حکم میں داخل نہیں۔

جواب نمبر ۲: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر اللہ کی لعنت ہو" یہ عورتوں کے لئے مختص ہے اور آپ کا یہ فرمان "فزوروها" یہ ان کے لئے خاص نہیں بلکہ بالتبع اس میں شامل ہیں۔ تو یہ عموم میں داخل ہیں۔ اس لئے یہ بات ضعیف ہے آیا یہ مردوں کے لئے خاص ہے یا عورتوں کو بھی شامل ہے۔ جب یہ بات معلوم ہو جائے کہ یہ حکم عام ہے۔ اور یہ حکم خاص کے بعد ہے تو اس کے لئے ناسخ نہیں ہوگا چنانچہ جمہور علماء کا یہی فیصلہ ہے امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے مذہب میں مشہور یہی بات ہے۔ ان کے شاگردوں کے نزدیک بھی یہی حکم ہے۔

جب یہ معلوم نہ ہو کہ حکم عام حکم خاص کے بعد کا ہے تو پھر کیسے قطعی فیصلہ دے سکتے ہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ آپ کا فرمان "قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر اللہ کی لعنت ہو" زیارت قبور کے اذن کے بعد کا ہو اور اس پر یہ امر دلالت کرتا ہے کہ آپؐ نے اس حکم کے ساتھ یہ حکم ملایا ہے "اس پر مسجدیں بنانے والوں اور چراغ جلانے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ آپؐ سے

تذکیر کے صیغے کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جو مردوں کو شامل ہے اور زائرات کی لعنت کو عورتوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ یہ بات معلوم ہونی چاہیئے کہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور ان پر چراغ جلانے کی ممانعت کا حکم بدستور جاری ہے اور محکم ہے۔ جیسے صحیح حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی طرح دوسرا حکم بھی محکم اور باقی ہے۔

رہی یہ بات کہ جو حضرت عائشہؓ سے مذکور ہے کہ احمدؒ نے اس سے حجت پکڑی ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں اس سے مروی ہے تو یہ ان کے اجتہاد کی بات ہے اور دوسری روایت اس کے متناقض ہے۔ چنانچہ ان کے قدیم شاگردوں سے خرقی وغیرہ نے اُسے پسند کیا ہے اور حضرت عائشہؓ کی حدیث حجت نہیں بن سکتی کیونکہ اس کے خلاف حجت پکڑنے والے نے نہی عام سے حجت پکڑی ہے تو حضرت عائشہؓ نے اس کے اعتراض کا جواب دیا کہ نہی منسوخ ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے خود ذکر کیا ہے۔ لیکن حجت پکڑنے والے نے ان کے سامنے یہ ذکر نہیں کیا۔ کہ یہ نہی عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔ جس میں قبروں کی زیارت کرنے پر انہیں لعنت کی وعید آئی ہے۔ جب کہ حضرت عائشہؓ کا یہ قول "ان کو زیارت کی اجازت دی گئی" اس کی وضاحت کرتا ہے۔ یہ اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ آپ نے ان کو جو حکم فرمایا ہے وہ استحباب کا متقاضی ہے۔ اور استحباب کا حکم صرف مردوں کے لئے ہے۔ لیکن حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ آپؐ کے دوسرے حکم نے پہلے حکم کو منسوخ کر دیا۔ تو ان کا یہ بیان حجت کے قابل نہیں اور اصل اباحت بدستور باقی ہے۔ اگر حضرت عائشہؓ یہ اعتقاد رکھتیں کہ عورتوں کو زیارت کا حکم دیا گیا ہے تو وہ ایسے کرتیں جیسے مرد کرتے ہیں اور اپنے بھائی سے یہ نہ کہتیں کہ "میں تمہاری زیارت کے لئے نہ آتی۔"

جواب نمبر ۳:۔ احمدؒ اور شافعیؒ کے شاگرد جو اسے مکروہ سمجھتے ہیں وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ لعنت کی حدیث تحریم پر دلالت کرتی ہے۔ حدیث اذن تحریم کو دفع کرتی ہے۔ لیکن اصل کراہت بدستور باقی رہتی ہے۔ چنانچہ حضرت ام عطیہؓ کا قول اس بات کی تائید کرتا ہے کہ "ہمیں جنازہ کے پیچھے چلنے سے منع کیا گیا" زیارت اتباع کی قسم کا فعل ہے اور دونوں مکروہ ہیں مگر حرام نہیں۔

جواب نمبر ۴: اسحاق بن راہویہ وغیرہ کہتے ہیں کہ لعنت کا لفظ زوارات کے ساتھ

ؔ جامع الاصول جلد ۱۱ ص ۴۲۱

استعمال ہوا ہے ۔ اور اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو کثرت سے زیارت کرتی ہیں ۔ اگر تمام عمر میں ایک مرتبہ زیارت کی جائے تو اس میں شامل نہیں ۔ اس صورت میں عورت کو زائرہ نہیں کہا جائے گا ۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے صرف ایک مرتبہ زیارت کی تھی اس لئے وہ زوارات کے زمرہ میں داخل نہیں ۔

جو تحریم کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہاں پر لفظ "زوارات" کا آیا ہے اور "زوارات" کا لفظ بعض اوقات ان کے تعدد کے لئے استعمال ہوتا ہے ۔ جیسے کہا جاتا ہے " فتحت الابواب" چنانچہ یہ ہر دروازے کو جو کھولا جائے خاص کرتا ہے اور اللہ کا فرمان :

حَتّٰى إِذَا جَاءُ وهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا بھی اسی قسم کا ہے ۔ یہ بات معلوم ہونی چاہیئے کہ ہر دروازے کے لئے ایک مستقل فتح ہے وہ کہتے ہیں کہ اس میں حرام اور غیر حرام کے اتیان کیلئے کوئی ضابطہ نہیں ۔ لیکن تحریم میں لعنت کا ہونا واضح ہے ۔

بعض کہتے ہیں کہ جنازے کو وداع کرنے کا بھی یہی حکم ہے وہ اس روایت سے حجت پکڑتے ہیں جو تشیع کے سلسلہ میں تغلیظ آتی ہے ۔ جیسے حضور اکرم کا ارشاد گرامی ہے ۔ "تم واپس چلی جاؤ تمھیں کوئی ثواب نہیں ۔ تم زندہ لوگوں کو فتنہ میں ڈالتی ہو اور مردے کو تکلیف دیتی ہو ۔"

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت فاطمہ کو ارشاد فرمانا

اما انک لو بلغت معھم الکدی لم تدخلی الجنة حتی یکون کذا وکذا ؟

اگر تو ان کے ہمراہ کدی مقام تک چلی جاتی تو تو جنت سے محروم ہو جاتی حتّٰی کہ ایسے ایسے نہ ہوتا یعنی تو معافی نہ مانگتی ۔

صحیحین کی وہ روایت جو اتباع جنازہ کی نہی کے سلسلہ میں آئی ہے وہ ان دونوں کی تائید کرتی ہے رہا حضرت ام عطیہ کا قول " ہمیں سختی سے روکا نہیں گیا " تو اس سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ آپ نے نہی کی تاکید نہیں فرمائی اور یہ تحریم کی نفی نہیں کرتا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے خود یہ خیال کیا ہے کہ یہ نہی تحریمی نہیں ۔ شریعت میں حجت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہوتا ہے ۔ کسی اور کے ظن اور قیاس کو حجت نہیں بتایا جا سکتا ۔

پانچواں جواب : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذن کو مردوں کے لئے بطور علت

پیش کیا ہے کہ قبروں کی زیارت سے موت یاد آتی ہے۔ دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔ اور آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔ مسند احمدؒ میں ایسے ہی مذکور ہے یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ اگر عورت کے لئے یہ دروازہ کھولا جائے تو وہ جزع فزع اور نوحہ کا موجب بنتا ہے۔ کیونکہ وہ ضعیف اور ناتواں ہوتی ہے اور گھبراہٹ کا مظاہرہ بہت زیادہ کرتی ہے اور اسے صبر کی ہمت کم ہوتی ہے نیز میت کو ایذاء پہنچانے اور مردوں کو فتنے میں مبتلا کرنے کا باعث بنتی ہے۔ کیونکہ اس کا نوحہ کرنا میت کے لئے باعث عذاب ہوتا ہے اور ان کا وجود مردوں کو فتنہ میں مبتلا کرتا ہے۔

جب کہ ایک اور حدیث میں مذکور ہے "تم زندہ کو فتنہ میں مبتلا کرتی ہو اور میت کو تکلیف اور عذاب کا موجب بنتی ہو" جب عورتوں کا زیارت کرنا ایسے امور کا موجب ہے جو عورتوں اور مردوں کے لئے حرام ہیں۔ اور حکم اس جگہ غیر منضبط ہے۔ کیونکہ یہ غیر ممکن ہے کہ ایک حد مقرر کی جائے جو امور محرمہ تک پہنچانے کا باعث بنتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ ایک نوع کا دوسری نوع سے امتیاز کیا جائے۔

شریعت کا یہ اصول ہے کہ جب کسی امر یا نہی کی حکمت مخفی ہو یا غیر مشتہر ہو تو اس کا حکم اس کے پر مبنی ہوگا۔ تو اس کے ذریعے اور سب کو بند کرنے کے لئے یہ دروازہ حرام ہوگا۔ جیسے زینت باطنی کی طرف نظر کرنا حرام ٹھہرایا گیا ہے۔ کیونکہ یہ فتنے کا موجب بنتا ہے۔ جیسے اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اور اسے دیکھنا حرام ہے۔ اس میں کوئی مصلحت نہیں جو خرابی اور فساد کو دور کرے۔ کیونکہ وہ میت کے لئے دعا کرنے کے لئے وہاں جاتی ہیں اور یہ کام گھر میں بھی ممکن ہے۔ اس لئے فقہاء کہتے ہیں کہ جب عورت یہ محسوس کرے کہ اگر وہ قبرستان پر زیارت کے لئے جائے تو ، اس سے ایسا قول اور ایسا عمل ظاہر ہوگا جو جائز نہیں تو ایسی صورت میں زیارت قبور بالاتفاق ناجائز ہے۔

چودھواں مسئلہ

سوال :۔ جو شخص قبر پر قرآنِ پاک پڑھتا ہے اور نوحہ کرتا ہے اور ایسی باتیں کرتا ہے جو غیر مناسب ہیں اور وہ عورتیں جو قبرستان میں ننگے منہ پھرتی ہیں اور ان کے ارد گرد مرد پھرتے ہیں شریعت میں ان کے متعلق کیا حکم ہے ؟

جواب : الحمد للہ ، مشہور ائمہ کے نزدیک مردوں اور عورتوں کو نوحہ کرنا

حرام ہے۔

چنانچہ حدیثِ صحیح میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

ان النائحة اذا لم تتب قبل موتها تلبس یوم القیامة درعا من جرب و سربال من قطران ؎۱

نوحہ کرنے والی اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے گی تو قیامت کے روز ایسی قمیص پہنائی جائے گی جس سے اسے خارش ہوتی رہے گی۔ اور ایسی شلوار پہنائی جائے گی جس سے گندھک کی بو آئے گی۔

اور سنن میں یہ حدیث مذکور ہے

انهٗ لعن النائحة والمستمعة ؎۲

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی پر لعنت فرمائی۔

ایک اور صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لیس منا من لطم الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاهلیة ؎۳

جو شخص اپنے رخساروں کو پیٹتا ہے، اپنے گریبان کو پھاڑتا ہے اور جاہلیت کی پکار کرتا ہے وہ ہماری امت میں سے نہیں۔

عورتوں کا ننگے منہ غیر محرموں میں پھرنا ناجائز ہے۔ حاکمِ وقت کی یہ ذمہ داری ہے کہ انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت دے اگر وہ باز آ جائیں تو فبہا ورنہ ان کو سزا دی جائے اور سختی سے روکا جائے۔ خصوصاً جب وہ قبروں پر نوحہ کریں۔ تو ان کے معاملے کو ہرگز نظر انداز نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ ایسے کبیرہ گناہوں میں سے ہے جن کو اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم برا جانتے ہیں جیسے میت پر جزع فزع، ندبہ، نوحہ، میت کو ایذا پہنچانا اور زندہ کے لئے فتنے کا باعث بننا، ناجائز طریقے سے لوگوں کا مال کھانا اور ایسے امور کو ترک کرنا جن کے کرنے کا اللہ نے اور اس کے رسول حضرت

؎۱ صحیح مسلم جلد اول ص۳۰۳، حدیث کا مفہوم یہی ہے، الفاظ میں تفاوت ہے۔

؎۲ مشکوٰۃ جلد اول ص۱۵۱ بحوالہ ابوداؤد ؎۳ صحیح مسلم جلد اول ص۷۰، لیکن وہاں پر لطم الخدود کے بجائے ضرب الخدود ہے۔ نسائی جلد اول ص۲۱۴، ابن ماجہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ مثلاً مصیبت کے موقعہ پر صبر کرنا، فواحش کے اسباب سے اجتناب کرنے سے گریز کرنا اور فسق و فجور سے اجتناب کرنا وغیرہ جن کے متعلق مسلمانوں کو حکم ہے کہ ان سے روکیں اور منع کریں واللہ اعلم

وصلی اللہ علی محمد وصحبہ وسلم

ترجمان کی ایجنسیاں

- ملک اینڈ سنز نیوز ایجنٹ بک سیلرز، ریلوے روڈ سیالکوٹ۔
- قریشی بک ڈپو پسرور۔ ضلع سیالکوٹ۔
- محمد سعید صاحب ایجنسی کھجور مارکیٹ، بازار تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد
- حاجی ملک محمد ابراہیم صاحب مکاندرین بازار ٹیکسلا تحصیل و ضلع راولپنڈی۔
- مولانا محمد عبداللہ صاحب خطیب جامع اہلحدیث، صدر، راولپنڈی۔
- حکیم محمد یوسف صاحب زبیدی جامع مسجد اہلحدیث شاہ فیصل شہید روڈ نئی چندیا غ میرپورخاص (سندھ)
- منشا بک سٹال بالمقابل ریلوے سٹیشن گوجرانوالہ ٹاؤن۔
- خواجہ نیوز ایجنسی جلالپور پیروالا، ضلع ملتان۔
- "مکتبہ وہابیہ" ہاشمی کالونی۔ گوجرانوالہ
- مرکز ادب حسین آگاہی، ملتان شہر
- محمد ابراہیم صاحب نیوز ایجنٹ، عباس سائیکل ورکس، بلاک نمبر ۱۹ سرگودھا۔
- مولانا محمد اسماعیل صاحب خادم مسجد اہلحدیث بازار، فیصل آباد۔
- میاں عبدالرحمان حماد صاحب خطیب جامع مسجد اہلحدیث، قبولہ ضلع ساہیوال۔
- محمود برادرز کریانہ مرچنٹس، چمن بازار، ہارون آباد، ضلع بہاولنگر۔